OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 2 (April-June 2021)

عزیز احمد کے ناولوں میں مذہبی معاشی عناصر

Religious Economic Elements in Aziz Ahmed's novels

Saima Iqbal

Lecturer, Department of Urdu, GC University Faisalabad

Rubina Yasmin

Doctoral Candidate Urdu, GC Women University Faisalabad

Dr. Sumaira Shafi

Assistant Professor of Urdu, GC Women University Faisalabad

Abstract

Aziz Ahmad (1914-1978) was a noted Urdu poet, novelist, translator, Iqbal scholar and literary critic. In his novels, he describes human nature in the context of the environment and its psychological and sexual instincts with boldness and artistry in religious and economic terms. There is no precedent for this. In his novels, the religious and economic system of this era and the mental turmoil, despair, dissatisfaction, deprivation, thirst, reluctance and ideological attraction created by them are all revealed. Aziz Ahmad made many of religious and economic problems that aries due to distance from the Islamic way of life the subject of all his novels. This article presents a religious and economic analysis of his novels " Guraiz" , "Aasi Bulandi Aasi pasti" and "Aag".

Key words: *Aziz Ahmad, Religion, Economics, Novels, "Guraiz", "Aasi Bulandi Aasi pasti" and "Aag"*

تمہید

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ساری دنیا زندگی کے ایک نئے رنگ ڈھنگ سے آشنا ہوئی۔ روس کے انقلاب نے دنیا کے مجبور و بے بس طبقوں میں بیداری پیدا کر دی۔ انقلاب فرانس کے بعد یہ صورت حال مزید خراب ہو گئی اور

CC BY

انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر وہ کیا وجہ ہے جو انسان میں انقلابی سوچ پیدا کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے مذہبی، معاشرتی اور معاشی سطح پر ان عوامل کا جائزہ لیا جانے لگا۔ بیداری کی اس لہر سے مذہب، سیاست و معاشرت، صنعت و حرفت، علم و فکر میں ایک انقلاب بھرپا ہوا۔ نئے خیالات، نئے علوم اور نئی ایجادات تیزی سے پروان چڑھنے لگے۔ نئے نئے قوانین کی تشکیل نے ہندوستان کے لوگوں کو سخت مشکل میں ڈال دیا تھا۔ ہندوستانیوں کی حالت روز بروز خراب ہوتی جارہی تھی۔ لوگ مذہب سے دور ہوتے جارہے تھے۔ مذہبی دوری کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے تھے جن میں سب سے اہم معاشی ابتری کا پیدا ہونا تھا جس کی وجہ سے قرضے بڑھتے جارہے تھے اور لوگ حلال و حرام کی تخصیص کو بھول چکے تھے۔ اعلیٰ انسانی قدریں تباہ ہو رہی تھیں۔ جن میں انسانیت کا احترام، خون کے رشتوں کا تقدس اور خاندانی شرافت جیسے مسائل شامل ہے۔

ان کے برعکس اعلیٰ طبقہ کے ساتھ انگریزی حکومت کا رویہ دوستانہ تھا۔ زمیندار اور تاجر پیشہ لوگ اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے انگریزوں کی وفاداری حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہندوستان میں اعلیٰ سطح پر رشوت کی گرم بازاری، جاگیرداروں کا مزارعین کی مکمل معاشی زندگی پر سفاکانہ کنٹرول اور مزدوروں کا استحصال جاری تھا۔ کسان سماجی، اقتصادی اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو رہا تھا۔ ملکہ وکٹوریہ کے ایک اعلان کے ذریعے انگریزوں نے ہندوستان میں طبقاتی کشمکش کو تیز کر دیا۔ ان تمام حالات کی وجہ سے ہندوستانیوں میں اخلاقی قدروں اور معاشی وسائل کا تباہ ہونا ایک عام سی بات تھی۔

ہندوستان کی مذہبی معاشی صورت حال

اس دور میں ہندوستان کے اہم پیشوں میں زراعت کا پیشہ سب سے اہم پیشہ تھا۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے پیشے بھی تھے جن میں کانسے اور حرووف کی ڈھلائی، تیل پیلنے، دھان کوٹنے، جوتے اور چھتریاں بنانا، چائے کے باغوں میں کام کرنا، انجینئرنگ کے کارخانے اور پٹ سن کے کارخانے، اینٹوں اور ٹائلوں کی فیکٹریاں، چھاپہ خانہ، سوتی کپڑے کے کارخانے، کانیں، ریلوے ورکشاپیں وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام پیشوں پر برطانوی اجارہ داری قائم تھی۔ اس حوالے سے پاؤلوف لکھتے ہیں:

> "۔۔۔برطانوی استعماریت پسند معیشت میں بلند مقامات پر قبضہ کر چکے تھے۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جو نو آبادیاتی ہندوستان تک کے لئے بے مثال پیمانہ اختیار کر چکا تھا۔[1]

نئے تصورات اور نظریات نے زندگی کے ہر شعبے کو بدل کر رکھ دیا۔ چنانچہ ہندوستانی سماج کے ساتھ ساتھ اردو ناول پر بھی اس کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس وقت کے اہم ناول نگاروں میں منشی پریم چند، سجاد ظہیر، عزیز احمد، کرشن چندر، عصمت چغتائی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس آرٹیکل میں ہم عزیز احمد کے ناولوں میں مذہبی معاشی عناصر کا جائزہ لیں گے۔

عزیز احمد کا تصور مذہب

عزیز احمد کے ناولوں میں مذہبی معاشی عناصر کثرت سے موجود ہیں۔ ان کے ناولوں میں مذہبی و معاشی عناصر کی موجودگی کی بڑی وجہ ان کے عہد کی معاشرت اور ان پر مذہبی و معاشی اثرات ہیں۔ عزیز احمد کافی عرصہ تک اسلامیات کے شعبے سے وابستہ رہے۔ وہ لندن میں یونیورسٹی کے اسکول میں اردو اور ہندی اسلام کے شعبے میں لیکچرار تھے۔ اس کے بعد وہ ایسوسی ایٹ پروفیسر ہو کر ٹورنٹو یونیورسٹی (کینیڈا) کے شعبہ اسلامیات سے وابستہ ہوئے تھے۔ وہ آخری دن تک وہیں رہے۔ ان کی اہم تصانیف میں گریز، مرمر اور خون، ہوس، آگ، ایسی بلندی ایسی پستی اور شبنم شامل ہیں۔

عزیز احمد نے اپنے ناولوں کے کرداروں کے ذریعے مذہبی و معاشی قدروں پر زور دیا ہے۔ وہ اپنے کرداروں کو مذہب سے دور اور اسلامی معاشی قانون میں موجود حرام چیزوں مثلاً جوا، شرب نوشی، عیش پرستی، عورت کے رسیا، بے پردگی اور دوسری سماجی برائیوں میں گھرا دکھاتے ہیں۔ آخر میں وہ مذہبی حوالے سے یہ بھی دکھاتے ہیں کہ جو لوگ اسلامی معاشی قوانین کی پابندی نہیں کرتے ان کا انجام آخر کار تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں جن چیزوں کو مذہبی معاشی لحاظ سے حرام قرار دیا ہے۔ وہ دنیا کے عالمی تہذیبی اخلاق کے مطابق ہیں۔ مثلاً رشوت کی گرم بازاری، صنعتی و تجارتی اجارہ داریاں، جاگیر داروں کا مزارعین کی مکمل معاشی زندگی پر کنٹرول، مزدوروں کا استحصال وغیرہ۔ یہ تمام امور بین الاقوامی اخلاقی اصولوں کے خلاف ہیں۔ دنیا کا ہر مذہب، قوم، باشعور انسان ان امور کو قبیح اور ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں انہی معاشرتی، مذہبی اور معاشی برائیوں کا ذکر کیا ہے جن میں ان کے کردار مبتلا ہیں۔

اسلام میں تصور معاش

قرآن پاک میں بھی لفظ "معاش" لغوی معنوں میں روزی اور ذریعہ زندگی کے مفہوم کے طور پر آیا ہے چنانچہ فرمایا:

"وَجَعَلْنَا النہارَ مَعَاشًا"

"ہم نے دن کو معاش کا وقت مقرر کیا۔"[2]

ایک اور جگہ فرمایا:

"وکم اھلکنا من قریت بطرت معیشتھا"

"اور ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کیں کہ اتراتی تھیں اپنی معیشت پر۔"[3]

معاش: معنی و مفہوم

معاشیات کو انگریزی زبان میں Economics کہتے ہیں اور فرانسیسی زبان میں Politique Economics کہا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ معاشیات وہ علم ہے جس میں انسان کے اس خاص طرز عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو محدود ذرائع کی مدد سے لامحدود خواہشات کی تکمیل کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ "Encyclopedia of social science" میں معاشیات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے :

-"Economic deals with a social phenomenon centering about the provision for the material needs of an individual and of the organized group"[4]

معاشیات کا واسطہ ایسے معاشرتی امر سے پڑتا ہے جو ایک فرد سے لے کر منتظم گروہ کی مادی ضروریات کی فراہمی پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ یہ لفظ جدید ساخت کا ہے۔ اس پر جدت اور عجمیت کی چھاپ بھی موجود ہے۔ یہ اس علم و فن پر بولا جاتا ہے جن کا تعلق ان ذرائع پیداوار سے ہے جن پر انسان کی معاشی فلاح و بہبود موقوف ہے۔ عبد الباری رقم طراز ہیں:

"معاش یا قرآن کی اصطلاح میں رزق بلاشبہ زندگی کا مقصد بہر حال نہیں لہذا جب تک پہلے خود مقصد معلوم و متعین نہ ہولے۔ اس کے مناسب و موافق کسی ذریعہ یا وسیلہ کا

تعین کیسے ہو گا۔ زندگی کا جو مقصد ہو گا اسی اعتبار سے تو ذرائع و وسائل کی نوعیت و حیثیت اور اہمیت کا فیصلہ ہو گا۔"[5]

چنانچہ معیشت سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انسانی زندگی کا لازمی جز ہیں جن پر انسانی زندگی کی بقاء کا انحصار ہے اس میں وہ تمام چیزیں آ جاتی ہیں جن سے انسان زندگی بسر کرتا ہے اس کے علاوہ اس کو وسیلہ زندگی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور انبیاء ورسل کے ذریعے اپنے احکامات ان تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا عین عبادت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ "اے اہل ایمان اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"[6] حرام کے اختیار کرنے سے عبادات ضائع ہو جاتی ہیں اور ایک شخص کو مومن و متقی بننے کے لیے حرام کردہ چیزوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے اور اسلام نے بہت سی اشیاء کو حرام قرار دیا ہے جن کی تفصیل قرآن و حدیث کے صفحات پر بکھری پڑی ہے۔

عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں یورپی تہذیب سے پروان چڑھنے والے ہندوستانی معاشرے کی تمام خرابیوں کو بیان کیا ہے۔ ہندوستانی معاشرہ اخلاقی تباہی کا شکار ہو رہا تھا۔ جب اخلاقی اقدار سے انحراف کیا جائے تو پھر کوئی برائی برائی نہیں لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشی حوالے سے ملاوٹ، دھوکہ، لوٹ کھسوٹ، سود اور جنس فروشی، شراب فروشی، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ظلم جیسے حرام ذرائع معاش کا پیدا ہونا عام سی بات ہے۔ اس مضمون میں عزیز احمد کے ناولوں 'گریز' 'آگ' اور 'ایسی بلندی ایسی پستی' میں مذہبی معاشی حوالے سے حلال و حرام ذرائع معاش کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

گریز

عزیز احمد کا ناول 'گریز' ۱۹۴۳ء میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ یہ ناول دوسری جنگ عظیم اور اس سے پیدا شدہ مذہبی، معاشرتی اور معاشی تصورات سے عبارت ہے۔ اس ناول میں عزیز احمد نے انسانی فطرت اور اس کی نفسیاتی و جنسی جبلت کے حوالے سے مذہبی معاشی صورت حال کو جس جرأت اور فنکاری کے ساتھ بیان کیا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عزیز احمد نے اس ناول میں حرام ذرائع معاش اور ان کا انسانی نفسیات پر پڑنے والے گہرے اثرات کو بیان کیا ہے۔ اس ناول میں اس عہد کا معاشی نظام اور ان سے پیدا شدہ ذہنی انتشار، یاسیت، بے اطمینانی، محرومی، تشنگی، تذبذب اور نظریاتی کش مکش غرض کہ سب کچھ جلوہ گر ہے۔

رزق حلال ایک عظیم جہاد

رزق حلال کو جہاد جیسی عظیم عبادت کے برابر لایا گیا ہے، کیونکہ رزق حاصل کرنے کے لئے کافی تگ و دو، محنت و مشقت جانفشانی اور نفس کشی کرنا پڑتی ہے۔ اکثر کسب معاش کی تلاش میں وطن عزیز خویش و اقارب سے بچھڑنا پڑتا ہے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر، حتیٰ کہ بیرونی ممالک جانے کا حکم بھی ہے۔" حلال روزی کی تلاش کرنا جہاد ہے"۔[7] اس ناول میں نعیم معاشی لحاظ سے بہت سے مسائل کا شکار ہے پھر آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان کے لیے منتخب ہو کر لندن چلا جاتا ہے۔ جہاں وہ پیرس اور یورپ کے دیگر شہروں کی سیر کرتا ہے۔ وہاں نائٹ کلب، ہوٹل اور ڈانسنگ ہاؤسز جاتا ہے۔ مختلف لڑکیوں سے ملتا ہے۔ ان سے جنسی تعلقات بھی قائم کرتا ہے۔ وہ اس مقصد میں کامیاب بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے راستے میں رنگ و نسل کے ساتھ ساتھ

معاشی رکاوٹیں بھی آتی ہیں۔ ان معاشی محرومیوں کی وجہ سے وہ شراب اور جنس میں پناہ لیتا ہے۔ جب وہ واپس آتا ہے تو بلقیس کی شادی کسی زمیندار سے ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کے پاس محرومی اور ندامت کے اور کچھ نہیں بچتا ہے۔ عزیز احمد نے اس کردار کے پس منظر میں پیرس اور یورپ کے شہروں میں پائی جانے والی فحاشی اور اخلاقی قدروں کی پائمالی کو بیان کیا ہے۔ 'نعیم' ان ممالک میں جا کر مذہب سے دور ہو جاتا ہے۔ نائٹ کلبوں، ہوٹل اور ڈانسنگ ہاؤسز جانا اس کا معمول تھا۔ اس نے بہت سی لڑکیوں سے جنسی تعلقات بھی قائم کیے ہیں۔ اس کے رستے میں اس کی غربت حائل ہوتی ہے۔ اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے وہ شراب اور جنس میں پناہ لیتا ہے۔ آخرکار غیر اخلاقی افعال کی وجہ سے وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ اپنی مذہبی قدروں سے دوری کی وجہ سے وہ تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب وہ واپس آتا ہے تو اپنی پہلی محبت کو بھی کھو چکا ہوتا ہے۔

سماجی اور اخلاقی جبر

اسلام کا اخلاقی و عملی نظام کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا جا سکتا۔ قرآن مجید میں ذکر ہے کہ "دین میں زبردستی نہیں ہے۔"[8] اسلام جس طرح یہ گوارہ نہیں کرتا کہ کسی کو زبردستی مسلمان بنایا جائے اسی طرح وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والوں کو تشدد کر کے انہیں مذہب میں شامل کیا جائے۔ عزیز احمد نے ناول 'گریز' مختلف کرداروں کے ذریعے اس عہد کے متوسط طبقے کے طالب علموں اور نوجوانوں کی ذہنی نفسیاتی اور داخلی کیفیات کی مذہبی حوالے سے عکاسی کی ہے۔ اس ناول میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مخصوص معاشرت کی پروردہ ذہنیت ناآسودگی کا شکار ہوتی ہے۔ اور اپنی آرزوؤں اور امنگوں کو یہاں کی سماجی و اخلاقی جبر کی وجہ سے دبانے پر مجبور ہوتی ہے۔ معاشی بحران سے پیدا شدہ صورت حال نے نئی نسل کو ذہنی انتشار، بے اطمینانی اور مسلسل ذہنی بیزاری میں مبتلا کر دیا ہے۔ خاص طور پر متوسط طبقہ اس جبر کو برداشت کرنے پر مجبور رہے۔ اس بارے میں وقار عظیم لکھتے ہیں:

> "گریز، پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کے درمیانی وقفے کے پر شورش یورپ اور انگلستان کی زندگی کا ناول ہے۔ اس میں اس عہد کی سیاسی اور معاشی فضا کا ایک منتشر خاکہ ہے۔"
> [9]

'گریز' ناول کا پس منظر پہلی جنگ عظیم کے بعد سے لے کر ۱۹۴۶ء تک کا زمانہ ہے۔ اس کی کہانی میں ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک کا دس سالہ دور پیش کیا گیا ہے۔ اس ناول میں مصنف نے نہ صرف ہندوستان کے معاشی حالات پر بات کی ہے بلکہ ان مذہبی و معاشی صورت حال کا انسانی زندگیوں پر ہونے والے اثرات بھی دکھایا گیا ہے۔

نیکی اور احسان کی دعوت

اسلام میں غربت کے خاتمہ، اور تلاشِ رزق کیلئے کوشش اور تمام اسباب و وسائل بروئے کار لانے کا حکم دیتا ہے، جو کہ ایک اچھی عادت بھی ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا" فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ" "دنیا کے [معاشی] راستوں میں دوڑ دھوپ کرو، اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ، اسی کی طرف واپس جانا ہے"۔[10] اسلام نے امیر لوگوں کو غریب لوگوں کے ساتھ نیکی و احسان کی دعوت دے کر غربت کا حل نکالا ہے۔ غریب اور متوسط طبقے کی کفالت، انکے دکھ درد میں شرکت، اور انکی مدد کیلئے ہر ممکنہ کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس ناول میں اہم کردار 'نعیم' کا ہے۔ حیدرآباد کے طالب علمی کے زمانے سے لے کر آئی سی ایس بن کر لندن جانے اور لندن سے ہندوستان واپسی تک بتدریج نعیم کے کردار میں ارتقاء اور نشیب و فراز

ملتا ہے۔ حالات اور ماحول کے ساتھ ساتھ وہ مختلف معاشی حالات اور کرائسس سے گزرتا ہے۔ اس موقع پر کوئی اس کی مدد نہیں کرتا ہے بلکہ اس کی ہندستانی محبت بھی اس کو نہیں ملتی ہے۔ ناول کے آغاز میں ہی نعیم کی معاشی زبوں حالی کا نقشہ مصنف نے اس طرح کھینچا ہے:

> ''اس نے کپڑے بدلنے کا ارادہ کیا۔ دالان کے اندر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اس کے کپڑوں اور کتابوں کا صندوق تھا۔ اس نے سب قمیصوں کا جائزہ لیا۔ کوئی ٹھیک حالت میں نہ تھی۔ کسی کے کف پھٹ گئے تھے کوئی کالر کے قریب کسی قدر پھٹ گئی تھی۔ غرض ان میں ایک قمیض کسی قدر بہتر حالت میں تھی۔ وہ نکالی۔۔۔۔ جوتے پہنتے ہوئے اس نے دالان کی سرخ مٹی کو دیکھا۔ جس پر کسی قسم کا فرش نہیں تھا۔ اور اس سے گرد اڑ اڑ کر بہت مدت تک اس کے پلنگ اور بچھونے پر پڑتی رہتی تھی۔''[11]

نعیم نہایت مفلسی کی حالت میں لندن چلا جاتا ہے وہاں اس کی ملاقات ناول کے دوسرے کرداروں سے ہوتی ہے۔ ان کرداروں میں 'میری پال'، 'ہروشا'، 'برتھا' اور مارگریٹ وغیرہ اہم کردار ہیں۔ ان تمام کرداروں کی حرکات و سکنات ذہنی کرب، بے اطمینانی اور داخلی انتشار اس عہد کے معاشی حالات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ناول نگار نے اس عہد کے مذہبی، سیاسی اور معاشی بحران کو پیش کرنے کے لیے بالخصوص تین کرداروں کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اس بارے میں نگینہ جبین لکھتی ہیں:

> '' یہ نوجوان چیکوسلواکیہ، جرمنی، ناروے، امریکہ اور ہندوستان وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پہلی جنگ عظیم کے بعد فرانس، جرمنی، اٹلی، آسٹریا، امریکہ، چیکوسلواکیہ اور ہندوستان کے سیاسی، سماجی حالات پر تبصرہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ ترقی، انقلاب، سرمایہ داری اور مزدوروں کے مسئلوں پر گفتگو کرتے ہیں۔''[12]

عزیز احمد نے نعیم کی شکل میں نہ صرف ہندوستان کی غربت اور زبوں حالی کا نقشہ کھینچا ہے بلکہ یورپ کی زندگی کے انتشار اور اخلاقی و معاشی زوال کو پیش کیا ہے۔ اس سلسلے کے اہم کردار 'بلقیس، عاقل خان اور راحت خان کی صورت میں موجود ہیں۔ لیکن مصنف نے ان کی تصویر واضح نہیں کی ہے۔

غیر مذہب میں شادی

اسلام میں پاک دامن یہودیوں اور عیسائیوں کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی۔ ارشاد باری ہے: ''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اور ان کی پاک دامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے، تمہارے لیے حلال ہیں''۔ 13 اور اہلِ کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسی کتاب کے ماننے والے ہوں جس کا آسمانی کتاب اور وحی الٰہی ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہو۔ اس وقت ہمارے پاس ایسی کتاب تورات اور انجیل ہی ہیں اور انھیں کتابوں کے ماننے والوں کو یہودی اور عیسائی کہتے ہیں۔ اسلام یہ اجازت صرف مسلمان مردوں کو دیتا ہے۔ مسلمان عورت کے لیے کسی بھی صورت میں کسی بھی غیر مسلم سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ 'گریز' ناول میں نعیم نے ایک غیر مذہب عورت سے شادی کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔۔ ایلس کا تعلق بیرونی ممالک سے ہے۔ وہ غیر مسلم ہے۔ نعیم اپنے معاشی حالات کو بہتر کرنے کے لیے ایک غیر مذہب عورت کی پناہ لیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں 'ایلس' جب شادی کا فیصلہ کرتی ہے اور ہندوستان کے بارے میں جان کاری حاصل کرتی ہے۔ تو

وہ حیران ہوتی ہے کہ ہندوستان کی معاشی حالت اس قدر خراب ہے کہ لوگوں کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں ہے مثلاً جب ایلس، نعیم سے شادی کرنا چاہتی ہے تو مختلف کتابوں کے ذریعے ہندوستان کے حالات کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس پر ہندوستان کے معاشی حالات کا انکشاف حیران کن ہے۔ اس کو مصنف نے اس طرح بیان کیا ہے:

"دراصل وہ ہندوستان جانے سے ڈرتی تھی۔ تپتے ہوئے میدان ،اتنا گرم سورج، صرف گرم ہوا سے وہاں لوگ مر جاتے ہیں۔ رینگتی ہوئی چیزیں۔۔۔ یہ فقرہ اس کی ایجاد تھا۔ اس میں چھپکلیاں، بچھو، کیڑے، پتنگے، سانپ، سب ہی شامل تھے۔ کیسا عجیب ملک ہو گا اور وہاں انسان۔۔۔ کیا وہ جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ کیا جیسا انگریز کا خیال ہے، صرف راجاؤں مہاراجوں کو رہنے کے مکانات ملتے ہیں۔ باقی سب جنگلوں، جھونپڑوں، ٹیٹوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔۔۔ نعیم کا کس طبقے سے تعلق ہے۔"[14]

مصنف نے اس پیراگراف میں ہندوستان کی معاشی صورت کو دو طبقات کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ایک طبقہ اشرافیہ کا ہے اور دوسرا نچلا طبقہ ہے جو جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ ان کی زندگیاں اس قدر ارزاں ہیں کہ ان کے گھروں میں خطرناک جانور رہتے ہیں اور وہ ان سے اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس طبقہ اشرافیہ اعلیٰ اور خوبصورت گھروں میں رہتے ہیں، اچھا اور عمدہ کھاتے ہیں اور ماہانہ ان کا چیک اپ ہوتا ہیں۔ ایلس نے جب سوچا کہ نچلے اور اعلیٰ طبقہ کے علاوہ کوئی اور طبقہ یعنی متوسط طبقہ بھی ہندوستان میں ہے۔ تو اس کو پتا چلا کہ ہندوستان میں متوسط طبقہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک انگریز لفٹنٹ نے کہا:

"بابو لوگ ضرور ہماری نقل کرتے ہیں۔ ان بابوؤں کے سوا کسانوں اور راجاؤں کے درمیان اس نے ہندوستان میں کسی مخلوق کو نہ دیکھا تھا۔"[15]

اس طرح مصنف نے ہندوستانی معیشت اور معاشی زندگی کو چند جملوں میں بیان کرنے کے علاوہ مذہبی حوالے سے طبقاتی اونچ نیچ کو بھی بیان کیا ہے۔

اسلامی مساوات

اسلام کی نظر میں تمام انسان انسانیت کے اعتبار سے یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ رنگ و نسل، قوم و وطن کے اعتبار تفریق جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ" "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا، اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو،، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ تعالی دانا اور باخبر ہے۔"[16]

اسلام کے مطابق تمام بنی نوع انسانی کا تعلق ایک ہی نسل سے ہے۔ اسلام پیداوار کے قومی ذرائع سے استفادہ کا سب کو یکساں حق دیتا ہے۔ لیکن جب 'ایلس' ہندوستان کے باسیوں کا ذکر کرتی ہے تو اس کا انداز انتہائی ذلت آمیز ہے۔ وہ ہندوستانیوں کو رینگنے والے جانور کہتی ہے۔ جو انسان کے شانِ شایان نہیں ہے۔ دوسری طرف اعلیٰ طبقات کا بیان ہے جن کو زندگی کی تمام سہولیات دستیاب ہیں۔ اس طرح عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں طبقاتی اونچ نیچ کے بیان سے اس وقت کی معاشرت کے مذہبی اور معاشی پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں جنس کو بھی بہت زیادہ بیان کیا ہے۔ اسلام میں مساوات

کے ساتھ ساتھ بے حیائی کے کاموں سے منع کیا گیا ہے۔ بے حیائی، عریانی، عورتوں اور مردوں کے اختلاط اور فحاشی کے تمام منبعوں کی سختی سے ممانعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ اس کی پیروی کوئی کرے گا تو وہ اسے فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا۔"[17]

جنس کے اندر انسان اس وقت پناہ لیتا ہے جب وہ پریشان ہوتا ہے۔ ان میں مذہبی اور معاشی پستی اور مسائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نعیم کو بھی اپنی پہلی محبت اس وجہ سے نہ ملی تھی کہ اس کا معاشی معیار اس کی محبوبہ سے بہت کم تر تھا۔ وہ لندن آ کر بھی اس بات کو دل سے نہ نکال سکا۔ اور اس ذہنی پریشانی کا حل وہ جنس میں ڈھونڈتا ہے۔ اس کے علاوہ ایلس کے باپ نے جب شادی سے انکار کیا تو اس کے پیچھے نہ صرف نعیم کی بلکہ پورے ہندوستان کی معاشی حالت کا بیان ہے۔

لالچ اور خودغرضی

اس ناول کا اہم نسوانی کردار 'بلقیس' ہے۔ اس کردار کی پیش کش میں مصنف نے بڑی محنت سے کام لیا ہے۔ یہ کردار ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو معاشی لحاظ سے خوشحال زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو خوشگوار اور پر آسائش زندگی چاہتے ہیں۔ بلقیس اپنی زندگی کے بارے میں خود مختار نہیں ہے وہ اپنی ماں کی سی لالچی فطرت رکھتی ہے۔ اس نے نعیم کو انکار کر کے ایک بدصورت جاگیردار سے شادی کر لی تھی۔

عزیز احمد نے اس ناول میں مذہبی حوالے سے معاشی مسائل کو بیان کیا ہے۔ انسان کے معاشرتی کردار، مساوات، انسانی زندگی کا مقصد، شخصی اوصاف، غیر اخلاقی اقدار، غیر مذاہب میں شادی، جنس، فحاشی اور طبقاتی اونچ نیچ کے حوالے سے مذہبی معاشی عناصر کو پیش کیا ہے۔ اس طرح یہ ناول مصنف کے مذہبی معاشی تصورات کا آئینہ دار ہے۔

آگ

یہ ناول عزیز احمد نے ۱۹۴۵ء میں لکھا۔ عزیز احمد نے اس ناول میں ایک ایسے معاشرے کو دکھایا ہے جو معاشی مجبوریوں کی آگ میں جل کر مذہبی قدروں کو توڑ دیتے ہیں۔ اس ناول میں مصنف نے "آگ" کو ایک خاص علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ مصنف نے اس ناول کے توسط سے کشمیر کے مذہبی حوالے سے پائے جانے والے معاشی مسائل کو بیان کیا ہے۔ اس ناول میں کشمیر کی معاشی پسماندگی اور اس کے ساتھ پیدا شدہ اخلاقی زوال اور معاشرتی برائیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے پس منظر میں پورے ہندوستان کی مذہبی اور معاشی حالت کو بیان کرنے کی بھرپور کوشش موجود ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

"یہ ناول بیسویں صدی کے اوائل سے قیام پاکستان کے زمانے پر محیط ہے اور روس کی انقلابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی سیاسی تبدیلیوں اور مسلم لیگ، کانگریس اور کیمونسٹ پارٹی کی کاروائیوں کا نقشہ تفصیل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔"[18]

اس ناول میں ۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک کی کشمیری زندگی پیش کی گئی ہے۔ اس ناول کے پس منظر میں پہلی جنگ عظیم سے لے کر دوسری جنگ عظیم تک کے کشمیر کے معاشی حالات بیان ہوئے ہیں۔

سرمایہ داری نظام

دنیا میں مال و دولت جمع کرنے کی اندھی ہوس اور خواہش نے تباہی اور فساد بھرپار کھا ہے۔ در اصل یہ بات جھٹلائی نہیں جا سکتی کہ اگر مذہب دولت کے استعمال کے حوالے سے ہدایات نہ دے تو ایسی دولت عیاشی اور فحاشی کا ایک خطرناک ذریعہ بن جاتی ہے، جس میں اخلاق، شرافت اور تہذیب سب کچھ بہہ جاتا ہے۔ اسلام دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہونے کے خلاف ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ" o "اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرمادیں جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)، اسی طرح اللہ تمہارے لیے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔"[19]

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں سرمایہ داری کی ممانعت کی ہے اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کا حکم دیا ہے درج ذیل حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی سرمایہ داری کی ممانعت کی ہے حضور نبی اکرم کا ارشاد گرامی ہے کہ: لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ ٭ "بنی آدم کا ان چیزوں کے علاوہ کوئی حق نہیں (۱) رہنے کے لئے گھر (۲) تن ڈھانپنے کے لئے مناسب کپڑا (۳) روٹی اور پانی پینے کے برتن۔"[20]

عزیز احمد نے اس ناول میں سرمایہ داری نظام اور معاشی حوالے سے پسے ہوئے طبقے کو بیان کیا ہے۔ کس طرح جاگیر دار طبقہ اور مہاجنی نظام نے عام انسان کا جینا دو بھر کر رکھا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اسلم عزیز یزدانی لکھتے ہیں:

> " آگ' وادیٔ کشمیر کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ سرمایہ داری، جاگیر داری اور مہاجنی نظام کی بڑائیوں پر کڑی تنقید کے ساتھ غربت اور جہالت کے اسباب کا کھوج لگایا ہے۔ محنت کشوں کے استحصال اور افلاس کی تصویر کشی کی ہے۔ جس کی مجبوریوں اور دولت کی دست درازیوں کی منظر کشی انتہائی چابکدستی سے کی گئی ہے۔ غلامی جیسی لعنت کے خلاف اس ناول میں آواز بلند کی گئی ہے۔ کشمیر کی عورت کی مظلومیت کا عکس ماہرانہ فنکاری سے پیش کیا گیا ہے۔"[21]

عزیز احمد کا یہ ناول کشمیر کے معاشی حالات کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ اس ناول میں معاشی حوالے سے کشمیر میں موجود دو طبقات کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک طبقہ سرمایہ داروں کا ہے اور دوسرا طبقہ غریب اور نچلا طبقہ ہے۔ سکندر جو اور اس کا باپ سرمایہ دار طبقہ کا نمائندہ ہے۔ اس کے علاوہ ہانجی رحمانا، شعبان، اس کا لڑکا، بیوی جمال اور گوجرہ نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نچلے طبقے کے لباس، ان کے حلیے، اور ان کے رہن سہن کو دیکھ کر کشمیریوں کی غربت اور ان کی معاشی حالت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

انسانوں کی خرید و فروخت

دنیا میں انسانوں کی خرید و فروخت کا کاروبار بہت پرانا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی تھا، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ بھی غلامی کے مراحل سے گزرے تھے۔ مگر جناب نبی اکرمؐ نے "بیع الحر حرام" کے اعلان کے ساتھ آزاد انسانوں کی تجارت کو منع قرار دے دیا اور یہ قیامت تک حرام ہے۔

ناول ''آگ '' کا کینوس بہت وسیع ہے۔بظاہر ایک خاندان کی معاشی زندگی کا بیان ہے لیکن اس کے پس منظر میں کشمیر کی تاریخ اور معیشت کا کامیاب بیان موجود ہے۔ ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء وکشمیر کی زندگی کا سب سے منحوس ترین دن تھا۔ اس دن معاہدہ امرتسر کی روسے انگریزوں نے کشمیر گلاب سنگھ کے ہاتھ ۷۵ لاکھ میں فروخت کر دیا تھا۔ عزیز احمد اس ناول میں لکھتے ہیں:

''پنجاب کی سکہ شاہی کے زمانے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گلاب سنگھ کو جموں کا راجہ بنایا۔ گلاب سنگھ نے کشمیر پہلے پٹھانوں سے فتح کیا۔ پھر انگریزوں سے خریدا۔ وہ انسان کیا جو بھیڑوں کی طرح چراگاہوں کے ساتھ نہ خرید لے جا سکیں۔''[22]

کشمیر پر ایک طرف تو سیاسی جبر تھا تو دوسری طرف کشمیری معاشرہ جو بھوک جہالت اور بے انصافی کے ساتھ ساتھ روایات کے جبر کو بھی برداشت کر رہا تھا۔ کشمیری عوام کی زندگی بھیڑ بکریوں سے بھی کم تر تھی۔ لیکن زمانہ بدل رہا تھا۔ بیداری کی لہر کشمیر میں پہنچ چکی تھی۔ پڑھا لکھا نوجوان طبقہ اپنی سماجی، سیاسی اور معاشی صورت حال سے بھی آگاہ تھا۔ اور جدید نظریات کو بھی اپنا رہا تھا۔

ناجائز منافع خوری اور عصمت فروشی

ہماری شریعت نے حلال و حرام کے جو شرعی اصول متعین فرما دیے ہیں ان میں کمی و بیشی یا خلاف ورزی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ دھوکا، ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی کو ذریعۂ نفع نہ بنایا جائے ۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ ''اور تو اس (دولت) میں سے جو اللہ نے تجھے دے رکھی ہے آخرت کا گھر طلب کر، اور دنیا سے (بھی) اپنا حصہ نہ بھول اور تو (لوگوں سے ویسا ہی) احسان کر جیسا احسان اللہ نے تجھ سے فرمایا ہے اور ملک میں (ظلم، ارتکاز اور استحصال کی صورت میں) فساد انگیزی (کی راہیں) تلاش نہ کر، بیشک اللہ فساد بپا کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''[23]

عزیز احمد نے اس ناول میں کشمیری عورتوں کی جنس فروشی اور ان کی معاشی مشکلات کو بھی مذہب کی آڑ میں بیان کیا ہے۔ غربت و افلاس میں جکڑی ہوئی ان عورتوں کے پاس 'معاش' کا ذریعہ صرف جسم فروشی ہے۔ وہ اپنے گھروں حالات اور اپنے شوہروں کے کہنے پر ایسا کرتی ہیں۔ دولت مند تاجر، امراء اور سیاح اپنی جنسی آسودگی کے لیے اس حسین وادی کی خوبصورت اور غریب عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ ''آگ'' کی علامت کے پیچھے یہ جنسی 'آگ' بھی ہے۔ ڈاکٹر عقیلہ جاوید لکھتی ہیں :

''کشمیر' کشمیر کی تہذیبی زندگی بلکہ کشمیری مسلمان کی تہذیبی زندگی عزیز احمد کے ناول 'آگ' کا موضوع ہے۔ اس ناول میں کشمیر کی روح بے نقاب ہو کر سامنے آتی ہے۔۔۔۔ مگر یہاں بسنے والے اپنے پیٹ کو بمشکل ایندھن فراہم کرتے ہیں۔ جہاں بھوک زیادہ ہو یا پیٹ زیادہ بھرا ہو وہاں بدکاری بآسانی پنپتی ہے۔''[24]

مصنف نے ناول میں نہ صرف عورتوں کی بے بسی اور لاچاری اور معاش کے لیے اپنے جسم کو بیچنے پر مجبوری کا ذکر کیا ہے بلکہ عورتوں کی ایک اور نفسیات کو بھی بیان کیا ہے۔ مصنف کہتے ہیں کی معاش کے ساتھ ساتھ بعض عورتیں بھی اچھی اور پر آسائش

زندگی کو پسند کرتی ہیں۔ اس طرح کی عورتیں صرف مجبوری اور دو وقت کی روٹی کے لیے اپنا جسم نہیں بیچتی بلکہ وہ خود جواہرات کی چمک اور ریشم کی سرسراہٹ کو پسند کرتی ہیں۔ عزیز احمد لکھتے ہیں :

" عورتوں کی ایک قسم ایسی ہے جو خواہ کسی ملک ، کسی قوم کسی نسل سے ہوں ، جواہرات کی چمک اور ریشم کی سرسراہٹ میں ان کے لیے دلکشی ہوتی ہے۔۔۔ اس لیے بمبئی، کلکتہ، لکھنؤ، لاہور اور سری نگر میں اچھے اچھے گھروں کی بہو بیٹیاں، جوہریوں اور بزازوں کے ہاتھوں رہن ہیں۔ جو بھوکی ہوتی ہیں۔ وہ پیٹ بھرنے کے لیے جسم بیچتی ہیں اور جو کھاتی پیتی ہیں وہ ہیروں کی چمک اور ریشم کی سرسراہٹ کے لیے اپنے جسم کو گروی رکھتی ہیں۔"[25]

اس ناول کی کہانی 'جو' خاندان کی معاشی عیاشیوں کی کہانی ہے۔ لیکن یہ صرف 'جو' خاندان کی کہانی نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی کہیں زیادہ دلچسپی اس معاشرے میں ہے جس میں ایسے خاندان پرورش پاتے ہیں۔ انھیں احساس ہے کہ یہ معاشرہ بے انصافی کی بنیادوں پر قائم ہے۔ یہاں ایسا سماجی و سیاسی اور معاشی نظام رائج ہے جو صرف طاقتور کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ دولت ہی اس معاشرے میں اقدار کی تشکیل کرتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز احمد خان 'آگ' کے حوالے سے لکھتے ہیں :

" آگ' میں کشمیر کی جنسی استحصال اور مفلوک الحال میں لتھڑی زندگی کا آئینہ دکھا تے ہیں۔ وہ کشمیر جاتے رہتے ہیں۔۔۔ عزیز احمد کشمیر کے تاجروں غضنفر جو، سکندر جو، عیاش نوابین متمول سیاحوں کے گھناؤنے جنسی مقاصد پر شدید وار کرتے ہیں۔"[26]

اس ناول میں 'جو' خاندان کے تینوں کردار سرمایہ دارانہ طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عزیز احمد نے سرمایہ دار طبقہ کے کرداروں کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ اس وقت کے ادب میں سرمایہ دار طبقہ کے افراد ہی بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ کیونکہ سرمایہ دار طبقہ کے افراد کی زندگیوں میں جتنا شور شرابہ، گہما گہمی اور نشیب و فراز ہوتے ہیں۔ وہ معاشی حوالے سے متوسط طبقے میں ممکن نہ تھے۔ غضنفر جو کا ایک دوست ظہری نے کشمیر کی معاشی پستی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

" ہم لوگوں سے بھیڑ بکری، گھوڑے، خچر اچھے ہیں۔ وہ مار کھاتے ہیں تو کبھی کبھی سرکشی بھی کرتے ہیں۔ ہم کو تو کسی چیز کا احساس ہی نہیں۔ یہ بھوک دیکھیے یہ غربت دیکھیے یہ افلاس دیکھ کر میرا خون کھولتا ہے۔"[27]

مصنف نے اس ناول میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ کشمیری لوگوں کی معاشی غربت میں خود ان کا اپنا ہاتھ ہے۔ وہ اپنے حقوق کے لیے آواز بلند نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی حکومتیں اس طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ یہ ناول سکندر کی رنگین مزاجی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ ناول 'آگ' میں عزیز احمد نے ان معاشی حالات کو 'آگ' سے تشبیہ دی ہے۔ لکھتے ہیں:

"۔۔۔ اور واقعتاً کشمیر میں آگ کے علاوہ ہے کیا، بھوک کی آگ، جو خواجہ سکندر جو اور ان کی طرح کے بیچ کے پونچھ کھانے والوں نے پھیلائی ہے۔ لکڑی کے کھودنے والے، دیدہ ریزی کر کے قالین بننے والے ہر سال ابتدائے بہار میں روپچی لا کے گیارہ ہزار فٹ عبور کرنے والے مزدوروں کی محنت کا یہ ثمر، مگر کیا ہے۔ یہ آگ اس

کو اور اس مہاجنی نظام اور جاگیر داری نظام کو نہ جلائے گی۔ ہر طرف آگ لگی ہے۔
بھوک کی آگ، چنار کی آگ، لالے کی آگ، بیماریوں کی آگ۔"[28]

یہ خیالات ان تمام کشمیریوں کے تھے جو معاشی مشکلات کا شکار تھے۔ عزیز احمد نے ایک خوشخبری کی بھی طرف اشارہ کیا ہے کہ عنقریب ایک بہت بڑا معاشی انقلاب آئے گا۔ جس کے بعد مزدوروں کو ان کا حق ملے گا اور معاشرے میں پھیلی ہوئی بھوک کی آگ ختم ہو جائے گی۔ غریبوں کا معاشی استحصال ختم ہو جائے گا۔ اس طرح یہ ناول کشمیر کی معاشی بدحالی سے پیدا ہونے والی معاشرتی برائیوں کو بیان کرتا ہے۔ رشوت، جاگیر داروں کا متوسط طبقے پر ظلم، پیسے کا بے جا استعمال اور جنس فروشی اس ناول کے اہم موضوع ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ناول مذہبی معاشی عناصر کا نمائندہ ہے۔

ایسی بلندی ایسی پستی

اس ناول کا موضوع اعلیٰ طبقہ اور ان کی عیاشیوں کا بیان ہے۔ عزیز احمد نے حیدر آباد کی معاشی صورت حال کے تناظر میں امیرانہ زندگی کی معاشی عیاشیوں اور مذہبی اخلاقی قدروں کے زوال کو کھول کر بیان کیا ہے۔ یہ ناول ۱۹۴۷ء میں لکھا گیا ہے۔

دولت کا غلط استعمال

اسلام میں دولت کے حصول، اُس کی تقسیم اور خرچ کرنے کے حوالے سے واضح احکامات موجود ہیں۔ مسلمان ان پر عمل کر کے معاشرے میں عدل و اِنصاف، اِخلاص و محبت، ہم دردی و خیر خواہی اور اَمن و سکون کی فضا پیدا کر سکتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے: "اسے جا اور بے موقع اُڑایا نہ کرو، بے شک مال کو بے موقع اُڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اَپنے رَب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔"[29]

یہ ناول فرخندہ نگر کی زوال پذیر جاگیر دارانہ معاشی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ مغربی طاقتوں نے مل کر جاگیر دارانہ سماج کو تباہ کر دیا تھا۔ حیدر آباد میں دوسری جگہوں کی نسبت مغربی طاقتوں کا زور کم تھا۔ اعلیٰ طبقہ نے انگریزی تہذیب کو تو اپنا لیا تھا لیکن اصل میں وہ جاگیر دار ہی تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے طبقے ابھر رہے تھے۔ ان میں تاجر اور نو دولتیے زیادہ اہمیت حاصل کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ ٹھیکے دار اور انجینئر بھی اسی سوسائٹی کا حصہ تھے۔ لیکن ان سب کا طرزِ عمل جاگیر دارانہ تھا۔

ناول کا آغاز حیدر آباد سے ہوتا ہے۔ نور جہاں اس ناول کی ہیروئن ہے۔ ذی جاہ جنگ نور جہاں کا باپ ہے۔ یہ دونوں جاگیر دار طبقہ کے نمائندہ ہیں۔ نور جہاں کی ماں کی وفات کے بعد ذی جاہ دوسری شادی کر لیتا ہے۔ نور جہاں کی شادی ایک انجینئر سے ہوتی ہے۔ نور جہاں اپنے شوہر کی جنسی و معاشی عیاشیوں سے تنگ آ کر اس سے طلاق لے لیتی ہے۔

عزیز احمد نے اس ناول میں حیدر آباد کے شاہی خاندان کے افراد، نوابوں اور روساء کے ساتھ ساتھ ان کی نوجوان نسل کی مغرب زدہ اور عیش پرست زندگی اور ان معاشی عیاشیوں کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی لکھتے ہیں:

> '' 'ایسی بلندی ایسی پستی' جاگیر دارانہ نظام کی داستان ہے جو زوال آمادہ ہے۔ جن کی زندگی اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہے۔ یہ ناول دکن کے ماحول کو پیش کرتا ہے۔ اور ان کے خاندانوں کی گھریلو اور معاشرتی زندگی کی سطحیت اور انحطاط کو بے نقاب کرتا ہے۔"[30]

مصنف نے حیدر آباد کے طبقہ اشرافیہ کی معاشی عیاشیوں کو مذہبی حوالے سے کھل کر بیان کیا ہے۔ آئے دن پارٹی نما محفلیں، جن کا بنیادی مقصد مختلف مراعات حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا تھا۔ شمالی علاقی جات کی سیر و سیاحت، کثرت شراب نوشی اور جوئے بازی وغیرہ کا کافی ذکر موجود ہے۔ ناول کا بیشتر حصہ اعلیٰ طبقہ کی پارٹیوں، کلبوں کی گہما گہمی کے بیان پر مشتمل ہے۔ دراصل مصنف نے حیدر آباد کے معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے کا بیان کیا ہے۔ نواب طبقہ وقت کے ساتھ ساتھ معاشی مسائل کا شکار ہو رہا تھا اور دوسری عالمگیر جنگ نے معاشی حالات کو مزید خراب کر دیے تھے۔ عزیز احمد اس ناول میں ان تمام برائیوں کو بیان کرتے ہیں، جن کو مذہبی حوالے سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نجی محفلیں، پیسے کا بے جا استعمال، کثرت شراب نوشی اور جوئے بازی وغیرہ یہ سب اسی بری عادات ہیں جن کو ہمارے مذہب میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اس ناول میں 'سریندر' متوسط طبقہ کا نمائندہ ہے۔ سریندر کے کردار میں مصنف ناول میں داخل ہوتا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں امیرانہ طبقے کی معیشت اور اس کے بل بوتے پر ہونے والی عیاشیوں کو بیان کیا ہے۔

حاصل بحث

عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں مذہبی حوالے سے ان تمام حرام ذرائع معاش کا ذکر کیا ہے جن کے اختیار کرنے سے انسان اخلاقی زوال کے گھڑوں میں گر جاتا ہے۔ انسان انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا ہے۔ عزیز احمد نے بہت سے مذہبی معاشی مسائل جو کہ اسلامی طرز زندگی سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان کو اپنے سبھی ناولوں میں موضوع بنایا ہے۔ ان کے ناولوں میں منفی سوچ، رزقِ حلال و حرام، مذہبی تعلیمات سے دوری اور مسلمانوں کے بارے میں غیر اقوام کا تذلیل آمیز رویہ جیسے موضوعات پہلی اور دوسری جنگ عظیم، کشمیر اور حیدر آباد دکن کی ریاست کے حوالے سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ مذہبی نظریات سے دوری مسلمانوں کے معاشی زوال کی وجہ ٹھہراتے ہیں۔ انسانیت کی غربت، افلاس اور بے بسی اور ان کے ساتھ ہونے والی ظلم وزیادتی کو بڑی چابک دستی سے بیان کرتے ہیں۔ حیدر آباد دکن کے سرمایہ داروں کے معاشی مسائل اور ان کے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں، بدلتے حالات، بدکاری اور دولت سے پیدا ہونے والی متعدد برائیوں، غریب طبقے میں پیدا ہونے والی اخلاقی برائیوں جن میں حرص، نفرت، کینہ اور حسد شامل ہے، جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا بنا دیتے ہیں، اس طرح کے اور بہت سے معاشی حوالے سے پیدا ہونے والے مذہبی مسائل کو اپنی تحریروں میں نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔

References

[1] Ameer Allah Khan, trans. Hindustan ka Samajī aur muashi irtaqa Maasko: dar-ul-ishaait taraqi,1978),106.

[2]Al-Anba:78.

[3]Al-Qsaas:228)

[4]Encyclopedia of the social science ,Edited by Luzec and co, London : Russell street 1927),168.

[5]Abdul Bari, Tajdeed Mushiat, lakhnau: Tajdeed deen, (Shabstaan,1955), 17

[6]Albaqrah2:208.

[7]Kinzul –ul-Amaal, Hadees No.5029.

[8]Al-baqarh2:256.

[9]Waqar Azeem, Dastan sy Afsany tak (Dehli: Tahir book Agency,1972),160.
[10]Al-Mulak:15.
[11]Aziz Ahmad, Guraiz (New Delhi: Modren publication House,1982),5.
[12]. Nagina Jabeen, Urdu novel ka Siasi aur samaji mutalia, 1947 aur iss ky baad (Illah abad: Keshu Pershaad,2002),65.
[13]Al-Maidh:5.
[14] Al-Maida:164.
[15] Abid,pg,173
[16]Al-Hujurat:49.
[17]Al-noor:21.
[18]Suhail Bukhari, Novel nigari aur Urdu novel ki tareekh-o-tanqeed (Lahore: Maktaba jadeed, 1960),272.
[19]Al-Baqarah:219.
[20]Jamia Tarmzi,vol: 2,104.
[21]Aslam Aziz Yazdani, yad-e-baiza (Sialkot: vol:10,shumara,6,15 August,2000),16.
[22] Aziz Ahmad, Aag (Lahore: Maktaba Jadeed, 1969),2;9.
[23]Al--Qasas:7.
[24]Aqeela Javeed, Urdu novel main tanisiat (Lahore: Fiction House,2020),165.
[25] Aqeela Javeed, Urdu novel main tanisiat, 259
[26]Mumtaz Ahmad Khan, Urdu novel ky badltay tanazur (Karachi: welcome book board limited, 1993), 20.
[27] Aziz Ahmad, Aag, 325.

[28] Aziz Ahmad, Aag,42.

[29]Bani Israil:27.
[30]Khaleel –ur-Raham Azzmi, Urdu main Tarqi Pasand adab, 252-253